نظم

ڈاکٹر شاہانہ خان ارمؔ

ریزہ ریزہ رشتے

چھٹیاں آئیں تو سوچا گھر چلیں
شہر کی ہلچل رموزِ شہر سے کوسوں پَرے
گاؤں کی تازہ ہوا کا لطف لیں
والدین اور بھائی بہنوں سے ملیں
بچّے بچّے ایک ہوں

نہ بیماری کا ڈر
نہ انفکشن کا خوف
دھول مٹّی میں ڑ میں
کھلکھلائیں تازہ دم ہوں

اپنے اندر ایک نئی روح پھونک لیں!!
سارے رستے گھر کی یادوں میں مگن
بھولی، بسری، کھٹی میٹھی یاد کو دل میں لیے
جب پہنچے گاؤں تو
عجب منظر نظر کے سامنے تھا
گھر کی دہلیز پر عجب ویرانہ پن تھا
گھر کا نقشہ بھی تھا بالکل مختلف
باپ کا گھر!

جو وسیع آنگن کبھی تھا
اب وہ آنگن ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا
بلند خانہ، خانہ خانہ ہوگیا
سب کا کھانا بھی الگ
سب کے چولہے بھی الگ
سب کے بچّے بھی الگ
سب کی مائیں بھی الگ
ایک زمانہ تھا

کہ دسترخوان سب کا ایک تھا
عید کے کپڑے بھی سب کے ایک تھے
سارے بچّے، سب کے بچے
سارے بھائی، سب کے باپ
سب کا آنگن ایک تھا
سب کا چولہا ایک تھا
سوچ سب کی ایک تھی
دل بھی سب کے ایک تھے
یہ وہ آنگن تھا
کہ جس میں قہقہے اور شادمانی گونجتے تھے
دیور اپنی بھابھیوں پر، طنز فقرے پھینکتے تھے
بہنیں اپنے بھائیوں سے ناز اُٹھواتی تھیں سب
لیکن اب!
صورت ہے بالکل مختلف
شادمانی خامشی میں کھوگئی
قہقہے ٹکڑوں میں پنہاں ہوگئے
طنز فقرے جنگ کی صورت میں نمایاں ہوگئے

دیور اور بھابھی کی شفقت اب کہاں؟
بھائی بھائی کی محبت اب کہاں؟
باپ نے گھر کی وصیت جب سے کی
سب کی سوچ اب ایک ہی نکتے پہ جا کر رُک گئی
کون کس کا؟
کس کا کتنا؟
اِس کا جو حصّہ ملا، مجھ کو وہ کیوں نہ ملا
سب کا شکوہ ایک تھا
سب کی خواہش ایک تھی!
کل جو سارے ایک تھے
وہ اب نہ تھے
کوئی بھی اب اتفاقِ رائے کا حامل نہ تھا
تنگ ذہنی معاذ اللہ اس قدر گھر کرگئی
ایک بھائی سے ملو تو دوسرے کا منہ بنے
اس کے گھر جاؤ تو وہ ناراض ہو
ایسا لگتا تھا کہ واں
نہ کوئی سامع کسی کا
اور نہ کوئی سخنور
اس ہجوم اقربا میں
ہر کوئی تنہا کھڑا تھا
سب کی الفت کھوگئی
جذبات سب کے مرگئے!
بہرکیف!

ساری خوشیاں اب ہیں یادِ رفتگاں
جو نئی آمد کے ہاتھوں لُٹ گئیں
عظمتِ اجداد بھی پامال ہوکر رہ گئی
باپ کی بغیہ اجڑ کر رہ گئی
سارے اپنے خیرہ خیرہ ہوگئے
سارے رشتے ریزہ ریزہ ہوگئے
سارے رشتے ریزہ ریزہ ہوگئے

144 تھرڈ فلور، گلی نمبر 5، نہرو گلی، سنت نگر، براڑی، دہلی۔ 110084